نقش آغاز مولانا راشد الحق سمیع

آہ! یادگار اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شیر علی شاہ المدنیؒ کی جدائی

داغِ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرت شیخ صاحبؒ ہمارے جامعہ کے مشفق استاد، محسن مربی اور دارالحدیث جامعہ حقانیہ کے سب سے روشن چراغ، گلشن حقانیہ کی شمع فروزاں، ہمدردِ امت، زندہ دل، خوش ذوق، خوش خلق، خوش مزاج، مردِ خلیق، مردِ قلندر، مجسمّہ علم و دانش، اسلامی علوم وفنون کے کوہ ہمالیہ، عشق نبویؐ کے بحرِ بیکراں، صبر وقناعت میں نمونہ اسلاف، مادیت کے دور میں زندہ رہتے ہوئے تصورِ فنا وفنائیت کی زندہ جاوید مثال اور سب سے بڑھ کر ایثار وخلوص کی تصویر جیسی تمام صفات ومناقب سے متصف شخصیت کا اچانک بچھڑ جانا اور ہمیشہ کیلئے جدا ہوجانے کے غم کی شدت کا بیان میرے جیسے حساس، شکستہ دل انسان کے قلم سے یقیناً باہر ہے۔ حضرت شیخ صاحب کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً چھ ماہ ہونے کو ہیں لیکن ابھی تک معذور قلم، ماؤف دماغ اور منتشر حواس اس تلخ حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے اور خود کو دشتِ غم، کربلائے درد اور صحرائے وحشت میں حزیں وحیراں پا رہا ہوں تب ہی تو اِن پر کچھ تعزیتی کلمات لکھنا کوہ گراں لگ رہا ہے۔ خوں شدہ قلب وجگر کے ساتھ ماہنامہ ''الحق'' کا یہ خصوصی نمبر ایک ایسی ہمہ جہت، ہشت پہلو ہستی پر شائع ہو رہا ہے جس نے مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی عزت و وقار کی دستار کو کوہ ہمالیہ سے بھی بلند تر کیا اور روایتی مدرس سے آگے بڑھ کر عملاً میدانِ سیاست و جہاد کے محاذوں پر بھی کمانڈر چیف کی طرح کردار ادا کیا۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ اور شیخ اُسامہ شہیدؒ بھی آپ کی مدبرانہ آراء، نصائح اور مشوروں کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ آپ نے پاکستان کے لالہ زاروں سے لیکر افغانستان کے دشت وصحرا اور پہاڑوں تک کو اپنے علوم وفنون اور آفاقی پیغام و جہادی اسپرٹ سے سیراب کیا اسی طرح عمر بھر امتِ مسلمہ کو بیداری، خودداری، حمیت، شجاعت، صداقت، دین و مذہب کے ساتھ وابستگی اور دعوت وعزیمت کا درسِ مسلسل دیا۔ آپ نے افغانستان کی اُس وقت کی نوزائیدہ طالبان حکومت کو سیاسی، نظریاتی اور فکری لحاظ سے نہ صرف سہارا دیا بلکہ انہیں فکری اور معاشرتی طور پر عزت و وقار کے ساتھ حکومت کرنے اور حصول کامیابی کا قرینہ سکھایا۔

آپ اسلامی علوم وفنون کے بحر بے کنار خصوصاً علم حدیث پر وہ اتھارٹی سمجھے جاتے تھے۔ اسی طرح

تقاریر کا ہر ہر لفظ امت مرحومہ کی عظمت رفتہ کی یاد میں ڈوبا ہوتا تھا، ہر بیان اور وعظ ونصیحت سوز وگداز، فکری اور دعوتی پیرائے سے لبریز ہوتی اور ہر درس میں امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ اور بیداری کا سامان حیات موجود ہوتا۔

حاصل یہ ہے کہ آپ کی ذات مبارک ایسا چراغ رہگزر تھا جس سے ہر سمت میں روشنی کی شعاعیں پھوٹتی رہیں۔ اپنے بھی اس سے فیض حاصل کرتے رہے اور اغیار نے بھی اپنے افکار کی ضیا اسی سراج منیر سے حاصل کی۔

آپ کی شرافت، میانہ روی اور اعلیٰ اخلاق پر مبنی معتدل طرز سیاست کے مخالف وموافق سبھی قائل تھے۔ ہر مجلس اور ہر انجمن کی آپ ہی رونق اور جان ہوا کرتے تھے۔ آپ نکتہ شناسی، نکتہ آفرینی، نکتہ سنجی اور نکتہ رسی کا بھی حسین مجموعہ تھے۔ گویا وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

موجودہ قحط الرجال میں ایسی ہر دلعزیزی' محبوبیت اور چاہت کسی کسی خوش نصیب کو ہی ملتی ہے۔ حضرت شیخ صاحبؒ جیسے جامع الکمالات، علم وتقویٰ کا پیکر، علوم نبوت کا سمندر اور ہمہ جہت صفات کے حامل شخصیت کو کیسے موت کی اندھی وادیوں کا مسافر قرار دوں؟ میں حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ اور اکوڑہ خٹک کے اِس عظیم انسان کے بارے میں مختصراً اپنے وہ الفاظ دوہرانا چاہوں گا جو 'الحق' کے رفیق خاص اور اکوڑہ خٹک کے ایک بہت بڑے عظیم المرتبت انسان کے متعلق آج سے پندرہ برس قبل لکھے تھے۔

> ''الغرض شاندار خدمات اور کامیابیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ اب ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ آج اسی باعث عالم اسلام کے علمی ودینی حلقوں اور خصوصاً جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں انکی جدائی اور فراق پر شور ماتم بپا ہے...... ع ماتم یہ زمانہ میں بپا میرے لیے ہے
>
> لیکن ہمیں خداوند رحمٰن ورحیم سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ برزخی زندگی میں بھی اس عاشقِ رسولؐ اور علم وفضل اور اسلام کے محبّ صادق کی نہ ختم ہونے والی اَبدی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہوگا اور اس اُجڑی اور فانی دنیا کی یہ بلبلِ ہزار داستاں وہاں کے بہشتی گلستانوں میں سرورِ کائناتؐ کی مدح سرائی میں مصروف ہوگی۔ اے مجاہدِ اسلام، اور خلدِ بریں کے مسافر! مردم خیز سرزمین اکوڑہ تجھے سلام کہتی ہے۔ خوشحال خان خٹک کی وادی اکوڑہ اور مادر علمی جامعہ حقانیہ کی تاریخ ہمیشہ تجھ پر ناز کرے گی۔''

اک جنازہ جارہا ہے دوش عظمت پر سوار	پھول برساتی ہے اس پر رحمت پروردگار
غیرت خورشید عالم ہے کفن ہے تار تار	ابر گوہر بار کے اندر ہے درِ شاہوار
نوحہ خواں ہیں مدرسہ و خانقاہیں سوگوار	آفتابِ علم و تقویٰ چھپ گیا زیرمزار
شمع محفل بجھ گئی باقی ہے پروانوں کی خاک	اب نہ تڑپے گی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک

سوانح حیات

پیدائش، تحصیل علم، تذکرہ اساتذہ، تدریس

دفترِ ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھا سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات